۷۸۶

الحمد للہ کہ کتاب

لاجواب فیض الکتساب سراپا انتخاب فسانہ نادر غریب

الموسوم بہ

داستان عجیب

یعنی

معجزہ مصحف ناطق حضرت امام جعفر صادق

از نتیجہ فکر جناب شاعر بے مثل سعید بے بدل منشی جمیل احمد صاحب جمیل

باہتمام حافظ فیاض الدین

ابو العلائی اسٹیم پریس آگرہ میں چھاپی گئی

بار دوم

قیمت مجلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کروں پہلے درگاہ حق میں سجود | پھر اپنے نبیؐ پر میں بھیجوں درود
سناؤں تمہیں اک نئی داستاں | اسیطرح کرتا ہے راوی بیاں
مدینہ میں اک شخص تھا خستہ حال | غریب اور اُسپر کثیر العیال
نہ نوکر نہ چاکر نہ جاگیر دار | نہ پیشہ نہ حرفہ نہ کچھ کاروبار
یہ اُس کا تھا معمول اے مہرباں | کہ لاتا تھا جنگل سے بس لکڑیاں
انھیں بیچکر روز کرتا بسر | فراغت سے تب بھی نہوتی گذر
نہ جسدن کسی عذر سے جاسکا | نہ جنگل سے وہ لکڑیاں لاسکا
تو فاقے سے گھر میں بسیرا کیا | کسی نے کچھ اُس شب کھایا پیا
کہا اپنی بیوی سے اک روز یوں | بہت تنگدستی سے میں تنگ ہوں
ارادہ ہے میرا کروں اب سفر | عجب کیا کہ ہاتھ آئے کچھ مال و زر
غرض چھوڑ کر اپنے گھر کو چلا | جدہر اُٹھ گیا منہ اُدہر کو چلا
چلا اپنی دہن میں عجب لہر میں | بہت دن میں پہنچا کسی شہر میں
گئی گردش بخت بھی ساتھ ساتھ | وہاں پر بھی آیا نہ کچھ اُسکے ہاتھ
وہی لکڑیاں روز لانا اُسے | وہی بیچنا اور کھانا اُسے
نہ خود آسکا تنگدستی سے گھر | نہ بھیجی کبھی شرم سے کچھ خبر
یوں ہی جبکہ بارہ برس ہوگئے | کہا اُسکے گھر والوں نے کھو گئے
تعجب ہے گھر سے کہاں پر گئے | خدا جانے جیتے ہیں یا مر گئے
کہا اُسکی بیوی نے دل میں کہ ہم | کہاں تک بھلا کھائیں فاقہ کا غم

قریب اُسکے گھر کے تھا قصرِ وزیر
کہا جا کے بیگم سے سب عرض حال
محل میں بلا ناغہ جاتی تھی وہ
گئے اس کے فاقے مصیبت گئی
وہ کھا پی کے خود بھی ہوئی تندرست
جو قصرِ معلّیٰ کا تھا آستاں
امامِ زماں پیشوائے انام
نہ معلوم جاتے تھے گھر سے کدھر
گذرتے ہوئے ہمراہیوں سے کہا
لگے عرض کرنے عقیدت گزیں
کہا آپ نے یہ عمل سیکھ لو
تو جس کی نہ ہوتی ہو حاجت روا
یہ چاہے کہ میری تمنا بر آئے
پھر اُن کونڈوں کو پوریوں سے بھرے
وسیلہ مرا کر کے مانگے مراد
اگر پھر نہ ہو اُس کی حاجت روا
یہ حضرت نے کہکر اُٹھایا قدم
وہ عورت یہ ارشاد سنتی تھی سب
نہ اوسکو پڑی تھی سکے دم بھر بھی کل
دعا کی کہ اے خالقِ خاص و عام
صحیح و سلامت میرا شوہر آئے

وہاں اُس کو جانا پڑا ناگزیر
وہ کرنے لگی مہربانی کمال
جو پاتی تھی کھاتی کھلاتی تھی وہ
وہ ہر دن کی ہر شب کی آفت گئی
ہوئے لڑکے بالے بھی چالا و چست
وہ اک روز دیتی تھی جھاڑو وہاں
لقب جن کا صادق ہے جعفر ہے نام
ہوا اتفاقاً وہاں پر گذر
بتاؤ مہینہ ہے یہ کون سا
کہ ماہِ رجب کی ہے بائیسویں
کہ جب یہ مہینہ یہ تاریخ ہو
کسی سخت مشکل میں ہو یا پھنسا
تو وہ صاف کونڈے نئے پاک لائے
مرا فاتحہ آگے رکھکر کرے
خدا دے مگر چاہیئے اعتقاد
قیامت کو ہاتھ اس کا دامن مرا
قدم اُن کے تاجِ شہانِ عجم
کہا دن پھرے میرے بے شبہ اب
اسیوقت اوس نے کیا یہ عمل
بحقِ امامِ ذوی الاحترام
بہت دولت و مال و زر لیکر آئے

سُنو ماجرا اُس کا شوہر یہاں
گیا تھا کہیں کاٹنے لکڑیاں

پُرانے کوئی سو برس کے درخت
وہاں پر تھے جھاؤ کے سخت درخت

اُنہیں کاٹتا تھا وہ آشفتہ سر
کلہاڑی گری ہاتھ سے چھوٹ کر

گری جب زمیں پر دھما کا ہوا
تو کہنے لگا دل میں وہ بینوا

مقرر یہاں پر ہے خالی زمیں
جو کھودا تو نکلا دفینہ وہیں

گڑی تھی وہاں دولت بے شمار
زرِ خالص و گوہرِ شاہوار

پھر اوسنے خزانہ چھپایا تمام
کہ تا ہو نہ واقف کوئی خاص و عام

تصرف کیا چوری چوری سے سب
گذرنے لگے دن بہ عیش و طرب

بتدریج گھوڑے وغیرہ لئے
امارت کے ساماں مہیا کئے

چلا گھر امیرانہ ساماں سے
ہُوے دبدبہ اور بڑی شان سے

مدینے کے نزدیک پہنچا وہ جب
ملازم کیا معتبر منتخب

دیا عمدہ جوڑا مغرق تمام
درم اک ہزار اُسکی لاگت کے دام

دیا اُسکو زیور بھی اک لاکھ کا
حفاظت کی تاکید کرکے کہا

کہ لیجا کے بانوے خانہ کو دے
پہن کر اسے زیب و زینت کرے

کئی دن کے بعد آپ داخل ہوا
نشاط و طرب سب کے شامل ہوا

کہا اس سے بیوی نے یہ ایک دن
کہ دولت ملی کیوں کر اے دلفروز

دفینہ کا قصہ کیا سب بیاں
کہ اسطرح دولت ملی ناگہاں

جو کی پوچھ گچھ تو حقیقت کھلی
وہی وقت و تاریخ تھی نذر کی

پھر اُسنے کہی داستان امام
وہ کونڈوں کی منت کا قصہ تمام

امامِ زمن کا ثنا خواں ہوا
بجاں نام پر اُن کے قرباں ہوا

وہ ہر سال کونڈوں کو بھرتا رہا
ہمیشہ نیاز اُن کی کرتا رہا

بنایا مکان ایک اُسنے وسیع
حرم سی جہت پہ اک روز بیگم کہیں
خواصوں سے پوچھا یہ کس کا ہے گھر
اُسی لکڑہارے کی عورت کا ہے
کہا سچ ۔ کہا سب نے ہاں اے حضور
گئی اک خواص اُسکو لے آئی ساتھ
کہا اُس سے بیگم نے سچ سچ بتا
وہ کونڈوں کا بہرنا وہ قولِ امام
یہ سب سُن کے بیگم ہنسی زیرِ لب
کہیں تیرے شوہر نے کی رہزنی
نہ جانا جو سچ اُس نے قولِ امام
جو تہا اُس کا شوہر مقرب وزیر
کہا پاکے موقع یہ سلطان سے
کہ خائن بہت ہے وزیر یہیں
اگر حکم ہو اُس کا جانچوں حساب
کہا شاہ نے ہاں یہ اچہا تو ہے
دیا حکم اور اُس کا جانچا حساب
کیا عرض شہ سے تو فرماں ہوا
کرو ضبط اسکے سب املاک و مال
نکالا گیا وہ بفرمانِ شاہ
غریب اپنی بیگم کو لیکر چلا

بہت خوبصورت نہایت رفیع
نظر آیا کاشانۂ دل نشیں
کیا عرض اے بانوئے نامور
وہاں اب تو ساماں فراغت کا ہے
کہا لاؤ پوچہیں گے اُس سے ضرور
اُٹہایا برائے سلام اُس نے ہاتھ
کہ حاصل ہوئی تجھکو کیوں کر غنا
وہ فینے کا پانا سنایا تمام
کہ ہے جہوٹ یہ جہوٹ سچ ہے یہ کب
یہ دولت وہی ہے وہی ہے وہی
ہوئی ایک دم میں وزارت تمام
عدو اوسکا تہا اک وزیرِ شریر
کہ اے شاہ کہتا ہوں ایمان سے
میں رہتا ہوں وزارت اسی سے غمیں
کہ آئینہ ہو سب خطا و صواب
عجب کیا جو ایسا ہو نکلا تو سب ہے
نہ وہ دے سکا کوئی کافی جواب
کہ اُس کا تغلب نمایاں ہوا
نکالا ابہی شہر سے خستہ حال
برہنہ سر و پا بہ حالِ تباہ
پریشان و غمگین و مضطر چلا

سے لے راہ میں ناگہاں خربزے ۔ درم دو ہی بس پاس بیگم کے تھے
دیا اک درم خربزے نے لیا ۔ کہ کھائیں گے اسکو دم اشتہا
لیا باندھ رومال شی کو کھول کر ۔ وہ دونوں پہر آگئے رہ سپر
اسی روز شہزادہ نامدار ۔ سحر سے گیا تھا برائے شکار
نہ آیا وہ گھر رات کو لوٹ کر ۔ ہوا مضطرب خسرو بحر و بر
وزیر دوم عرض پیرا ہوا ۔ کہ اب مجھکو آگ اور کھٹکا ہوا
نکالا گیا ہے جو خائن وزیر ۔ وہ بے انتہا ہے خبیث و شریر
نہ شہزادہ ہو راستہ میں لٹا ۔ کیا ہو نہ کچھ اسنے مکر و دغا
ہوا حکم سلطانِ والا تبار ۔ کہ چاروں طرف تیز جائیں سوار
جہاں وہ ملے پا بہ زنجیر لائیں ۔ بہت جلد جائیں بہت جلد آئیں
گئے تب لائے گیا روبرو ۔ خشونت سے کی شاہ نے گفتگو
کہ رومال میں تیرے کیا ہے بندھا ۔ کیا عرض اے شاہ ہے خربزہ
جو کھولا تو تھا شاہزادہ کا سر ۔ ہوا غیظ وہ بادشاہ دیکھکر
کیا حکم غصّہ سے جلاد ابھی ۔ اڑا اب سر اس کا بھی بیگم کا بھی
کہا پھر کرو قید انہیں رات بھر ۔ کئے جائیں گے قتل وقت سحر
پہونچ کر یہ زنداں میں بولا وزیر ۔ کہا اسے بانوئے غمگسار و مشیر
خدا جانے ہم سے ہوئی کیا خطا ۔ کہ جس سے یکایک یہ آئی بلا
وزارت گئی آبرو ننگ سب گئے ۔ پکڑ کے زنداں میں ڈالے گئے
یہ اندھیر ہے گا کہ پھر صبحدم ۔ کئے جائیں گے سر ہمارے قلم
یہ کیا ہے نہیں قہر خالق اگر ۔ کہ ہو خربزہ شاہزادہ کا سر
کہا اس سے بیگم نے یہ روسیاہ ۔ سمجھتی ہوں مجھ سے ہوا اک گناہ

کہا لکڑہارے کی عورت کا حال
سنا جب یہ قصہ تو بولا وزیر
یہ سوئے ادب اور شانِ امام
غرض توبہ کرتی رہی رات بھر
ادھر تو ہوئی صبح آیا ادھر
کہا بادشاہ نے کدھر گم رہے
کیا عرض دن بھر تو کھیلا شکار
نہ گھر آسکا باغ میں رہ گیا
کیا شاہ نے حسبِ فرمان شب
جو رومال کھولا تو تھا خزینہ
وزیر ادب داں ثنا خواں ہوا
کیا عرض سبارا وہ بیگم کا حال
نہ تصدیق کرنا کلام امام
گذارش کیا اس نے پھر شاہ سے
یہی ہے خطا بس یہی ہے خطا
وگرنہ کہاں میں خیانت کہاں
کہاں خزینہ اے شہ دادگر
یہ سب سن کے سلطان نے باور کیا
تلافی مافات خلعت سے کی
گلا لگ گیا اس کا دشمن وزیر
جمیل اب ہوئی ختم یہ داستاں

وہ تکذیب اُسکی وہ سب قیل و قال
نہیں ہے یہ تھوڑی سزا اے شریر
نہ کیوں تونے باور کیا وہ کلام
ندامت سے روتی رہی تا سحر
وہ شہزادہ گم شدہ اپنے گھر
بتاؤ کہاں رات بھر تم رہے
سیاہی شب بھر رہی آشکار
مصیبت تھی اک رات کی سہہ گیا
وزیر اسیر بلا کو طلب
کہا شاہ نے ہے یہ کیا ماجرا
پھر اگرد شہ کے قرباں ہوا
وہ عورت کی غیرت وہ سب قیل و قال
مفصل سنا کر کیا اختتام
میں راندہ گیا ہوں جو درگاہ سے
اسی کی سزا ہے اسی کی سزا
یہ بیجرم خواری و ذلت کہاں
کہاں شاہزادے کے دشمن کا سر
وزارت پر اُس کو مقرر کیا
جو عزت گئی تھی نئے سر سے دی
ہوا ضبط مال و متاع شریر
طریقہ کرونا تختہ کا بیاں

اہم المہمات ہو جس کو پیش — کسی سخت مشکل سے ہو سینہ ریش
یہ اسکو ہے لازم کہ کونڈے بھرے — کسی پاک چادر پہ ان کو دھرے
کہے پہلے یہ پورا قصہ تمام — پڑھے فاتحہ پھر بنام امام
توسل سے حضرت کے ملے گی مراد — بر آئے گی ہاں ہو درست اعتقاد
بڑے چھوٹے کونڈے ہیں دونوں روا — کہ ہر شخص کی مقدرت ہے جدا
کسی کو کہ جتنے کا مقدور ہے — وہی اسکو کافی ہے معذور ہے
بہت صاف میدہ کی ہوں پوریاں — جو ممکن ہو خستہ تو عمدہ ہے ہاں
نہیں تو نہیں جسطرح بن پڑے — کرے فاتحہ کچھ نہ اس پر اڑے
سوا سیر میدہ سوا پاؤ گھی — نہ جب مقدرت ہو تو اتنا سہی
نہ اتنا ہی ممکن ہو تو کم کرے — کمی کا نہ اندیشہ و غم کرے

کیا جب قلم نے یہ قصہ تمام
ہوا داستان عجیب اس کا نام

قطعہ تاریخ از نتائج افکار منشی ریاست علی صاحب متخلص بہ رفیق رئیس سکروری ضلع لکھنو

جمیل سخن سنج نے نظم کی — نئی اک روایت بہت دلپذیر
کہا ہاتف غیب نے اے رفیق — لکھو نام اس کا عدیم النظیر

ہر قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ

مطبوعہ ابو العلائی اسٹیم پریس ہینگ کی منڈی آگرہ